خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 88

Track 1

Time 31:02

اللہ والوں کے ساتھ گزرا ہوا ایک لمحہ سو سال سے افضل ہے اور اس کی یاد
میں ایک لمحہ ۱۰۰۰سال سے افضل ہے یہ ایک لمحہ میں کیا ہو تا ہے ؟

سوال یہ ہے زمین کے اوپرانسانوں کی آبا دی ہو ئی ہے وہ سوا سال گز رے
ہوں یا پا نچ سو سال سا ئنس دا نوں کے اندازے کے مطا بق پانچ سوسال گزریں
ہوں گے جب ہم علوم کے اوپر آبادانسانوں کی زندگی کا مطالعہ کر تے ہیں تو
ہمیں ایک ہی بات نظر آتی ہے وہ آباد ہیں اور وہ گروہوں تقسیم اور اسی
گروہوں تقسیم سے ہم تو ہمیں ایک بات نظر آتی ہے ساری زمین زمیندار وہ
انسانوں کے اندر اور اسی گروہوں سے ہم تعمیر تخلیق دونوں کو الگ الگ کر تے
ہیں مثلاًیہ ایک گروہوبایسا ملے گا جو اس کو تا ج کھیلنے والے لو گ ہیں ان کا
ایمان اتنا زیا دہ ہو تا ہے تاج کھیلنے میں یا شطرنج کھیلنے وی جوا کھیلنے رہے
ہیں تو وہ اتنے زیادہ اتعدال ہو جا تے ہیں ان کو یہ اندازہ بھی نہیں رہتا کہ
ہمارے جو بچے ہیں ہمارے جو اولادہیں اپنے جو رشتے دار ہیں ان کی سمجھ میں
بات آتی ہی نہیں ہے کہ اس کے پیسوں کا مطلب کیا ہو ناچا ہئے تاج میں ضا ئع
کر دیتے ہیں بار بار اپنی ذات کو سامنے رکھ کر معاہدہ کر تے ہیں پھر ان کے ہا
تھ میں پیسے لگتا ہے پھر وہ ختم کر دیتے ہیں تو یہ بات جا ننا اور سمجھنا ہے کہ
یہ کام بہت برا ہے اور اس کاکسی بھی طرح فا ئدہ بہت سارے لوگ فلمیں
دیکھنے کے شو قین ہیں اب بیمار ہوں دوکھی ہو ں گھر والے بیزار ہوں وہ فلم
دیکھنے سے با ز نہیں آتے وہ فلم دیکھتے ہیں کچھ برا ہو تا ہے تو ان کام ہے کہ
وہ لو گوں کو تکلیف پہنچا ئے دل اعزاری کا سببـ بنے وہ خود اپنے آپ کو علا
مت کر تے ہیں مثلا ً وہ جب کو ئی کام کر تے ہیں اس کی کسی نے کسی کام
سے لوگوں کی دل اعزاری اور وہ تکلیف میں ہی کگا رہتا ہے مثال کے طور پر آج
جو سا ئنسی تر قی ہے بجا ئے جو نظر آتا ہے انسانوں میں بہت زیادہ دماغی اور
شعوری عروج حاصل کر نا لیکن کیوں کہ جتنے سائنس داں ہیں ان میں سے اکثر
دو ستر کے مقصد مال پیسے اور مادیت اصول ہے تو تو یہ جتنی بھی تر قیاں وجود
میں آرہی ہیں ہ نوع انسانی کے ساتھ ہے آج کے دور میں تر قی اس بات کو کہا
جا تا ہے کون سی ایسی پاور ہے جو کم از کم زیادہ سے زیا دہ آدمیوں کا ماننے کا
اہتمام کر تی ہے مثلا ً کو ئی ایسا آلہ ایجاد کر لیں تو وہ ایک ہمارے ایک کروڑ
آدمی لگ جا ئیں تو وہ تر قی ہے اور دو دو سری سپر پا ور ہو ئی میں صاحب
ایسا بم بنا لیتا ہوں جو ایک بم میں تین لا کھ آدمی کو لقمہ بن جا ئے یہ بہت بڑی

ترقی ہو گئیر تیسری پا ور ایسی ہو گی کہ صاحب میں نے ایسا بم ایجا د کر لیا
کہ آسمان میں جب وہ ٹوٹے گا تو آکسیجن ہی ختم ہو جا ئے گی اور دنیا ہی ختم
ہو جا ئے گی اور انسان کا پر ندوں کا درندوں ں کا وجود ہی نہیں رہے گا پھر
وہ سب مر جا ئیں گے اب یہ ہے سب سے بڑی تر قی اب امرا ض کی بات آگئی
بلا شبہ بڑی تر قی ہے دل کا روشن ہو گیا دل کاآپریشن وال بدل دیتے ہیں با ئی
پاس کر دیتے ہیں لیکن وہ اتنا مہنگا علاج ہے کہ غریب آدمی تو کسی بھی طرح
اس علاج کو کروائے گا ہتو اس کا مطلب ہے ایک مخصوص چکر میں اپنے لئے
ریسرج کروائی اور ان ریسرج کا فا ئدہ اس ہی کو پہنچ رہا ہے جس نے کر وائی
یہ ساری تر قی نو ع انسانی کے لئے ہو رہی ہے لیکن فی الواقع انسان میں تر
قی نہیں ہو رہی لیکن ایک مخصوص زندگی طبقع ہو رہی ہے اب بجلی ہے
بجلی نے بہت تر قی کی بجلی سے بہت ساری مشینیں چلی بجلی سے بہت زیادہ
آرام و آسائش ہو ئیں مثلاً جب یتیے دیکھتے ہیں تو جب یہ وسائل کم تھے اس
وقت انسان کو سکون بھی زیادہ تھا انسان کی عمر بھی زیادہ ہو تی تھی انسان
کی سوچ بھی اچھی تھی اور سبب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان کے اندر انسان
کی محبت سے بھی تھی جیسے جیسے یہ بجلی کا نظام چلا اور تر قی ہو ئی اسی
حساب سے وسائل کے بار بھی لگ گئے او ر ہر انسان اس طرح جکڑ گیا کہ وہ
سکون میں ہی نہیں رہا اور اللہ سے بھی دور ہو گیا اللہ کے رسول اللہﷺ سے
بھی دور ہو گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاندانی جو مقداریں تھیں اور
خاندانی جو اصول و ضابطے تھے ان سے بھی دور ہو گیا بات صرف یہ ہے کہ جو
ایجاد کر رہے ہیں وہاں بیٹھے ہو ئے ا ن کے لئے معادت پہلے ہے اور با قی چیزیں
بعد میں ہے اور وہ عوام کو لوگوں کو بے وقوف بنانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔
مثلاً یہ امریقہ یہ بات یہ سیاسی ہو جا ئے گی میں سیاسی میں ہوں اور میرے
پیرو مر شد نے حکمت نے یہ فرمایا تھا کہ سیاست میں کبھی حصہ نہ لینانہ لیکن
کہنے کی بات یہ ہے کہ امریکہ جیسے سپر پا ورہ نعرہ لگا تے تو اللہ کی مخلوق
کو فا ئدہ پہنچنا چا ہئے انسانی جو حقوق ہیں ان کا تحفظ ہو نا چا ہئے لیکن
جب ہم امریکہ کو دیکھتے ہیاس کی پالیسی کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ پتا چلتا
ہے یہ جھوٹ اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں ہے انسانی تحفظ سے لوگوں کو غلام
بنا رہے ہیں اور ابھی آپ نے ایراق میں دیکھا ایک ایرا ق ایک طرف اور مسلمان
ایک طرف تو ملک ان کو تو شرم بھی نہیں آئی کہ ایک ملک کے لئے کتنے لوگ
جمع ہو گئے اور وہ سب اس لئے ہو ا کہ نوع انسانی کے حقوق کا تحفظ ہو ئے جا
رہا ہے ،یہ امریکہ ہو ،روس ہو ہندوستان ہودو سرا ملک ہو جہاں بھی
سائنسدان ایجادات زیر بحث آئیں وہاں دعوے تو یہ کئے جا تے ہیں یہ سب
انسانوں کے لئے ہو رہا ہے اور عوام لناس کے لئے ہو رہا ہے لیکن جب اس کا
سنجیدگی کے ساتھ ہم مطا لعہ کرتے ہیں ہتو یہ پتا چلتا ہے وہ ذاتی مفا دات کے
تحت یا سپر پا ور بنے کے لئے وہ چیزیں جو ہیں وجو دمیں آرہی ہیاور اس کو جو
بھی استعمال کیا جا رہاہے اپنے تحفظ کے لئے اپنے ... آگے نہیں ہے ختم

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 88

Track 2

Time 20:47

انسان کی حقیقت

انسان کیا ہے اور انسان کی حقیقت کیا ہے توہمیں دو با تیں قرآن پاک سے اور
رو حانی علوم سے سمجھ میں آتی ہیں جب انسان کو بشری دو تقاضوں کے تحت
انسان زندگی گزار رہا ہے اس کا مطا لعہ کر یں تو یہ نظر آتا ہے کہ انسان
تعفن اور گندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اس سے پیدا ئش پر غور کر نے سے یہ پتا
چلتا ہے انتہا ئی غلیض بدبودار اور تعفن قطرے سے ماں کے پیٹ میں وجودہو تا
ہے او ر انتہا ئی زمین پر جس کی پیدا ئش کا جو عمل ہے اور پھر انتہا ئی غلیض
خونجس کو آپ ہیگ کے نا م سے جا نتے ہیں اور پیدا ئش کا جو عمل ہے وہ
انتہائی غلیض اور گندھاہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان پیدا ہو تا ہے تو
اس راستے سے گندگی کے اخراج کے راستے علاوہ دو سرا کو ئی دوسرا را ستہ
نہیں آجا تا اب مثلاً پیشاب آنا ہیگ آنا وغیرہ وغیرہ اور جب ہیگ انسان کو آئے
تب بھی وہ نماز نہیں پڑھ سکتا ،کو ئی نفلیں ادا نہیں کرسکتا خود کو نا پاک
محسوس کر تا ہے تو انسان جب کیسی گن کے پاس جاتا وہ بھی اپنے آپ کو
گندھا محسوس کر تا ہے اور جب تک وہ غسل نہیں کر لیتا، جب تک وہ نہا نہیں
لیتا جس جگہ پر وہ گندگی لگ جا ئے اس جگہ کو دھو نہیں لیتا تواس طرح نہ وہ
کو ارادے میں شریک ہو تا ہے پیدا ئش کے بعد کا عمل جب ہم دیکھتے ہیں تو اس
میں بھی یہی ہے کہ انسان نا پاک ہو تا ہے لیکن جب مائیں دودھ پلا تی ہیں تو
ہیگ بن ہو جا تا ہے مطلب یہ ہے کہ ہیگ کا گندھا اور غلیض خون دودھ کے جگہ
منتقل ہو کر بچے کے اندر منتقل ہو تا ہے اوراس کی نشوونما ہو تی ہے اورجب
وہ بڑا ہو تا ہے تو رو ٹی کھا تا ہے ،چا ول کھا تا ہے ،گو شت کھا تا ہے تو چا ول
گو شت اور رو ٹی یہ بھی جب آپ دیکھیں تو یہ بھی غلا زت کے علا وہ کچھ نہیں
آٹا گوندکے رکھ دو وہ سڑ جا ئے گا اتنی بدبو اور تعفن اس کے اندر آئے گی آپ اس
کے قریب بھی نہیں کھڑے ہو نگے یہاں تک کے کیڑے بھی لگ جا ئیں گے ،اب یہی
چا ول کا حال ہے چاول پکا کر آپ رکھ دیں تو اس میں اتنی بد بو ہو جا ئے گی
آپ اس کے قریب نہیں جا ئیں گے گوشت گو شت کے بارے میں جب ہم تصور کر
تے ہیںتو گوشت کے بارے میں سوچتے ہیں گو ست کیا ہے تو اس کا ایک ہی جواب
ملتا ہے کہ خوان کے لوتھڑے جو ہو تے یں خون کے لوتھڑے خون جب جمع ہو جا تے

ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی جتنی بھی بشری غذائیں ہیں وہ بھی
تعفن اور گندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اب گیہوں بوتے ہیں آپ اور اس میں
وہی کھا ت جیسے آپ کہتے ہیں گو بر کاگائے گا گو بر ،بھنس کا گو بر ، انسان کا
کھولہ تو ہر چیز تعفن زمین پر ڈال دیں تو جب گیہوں کی صیحح نشوونما ہو گی
اور زمین میں کھا ت نہ ڈا لا جا ئے یعنی گندگی اورتعفن نہ ڈا لا جا ئے تو نشوونما
نہیں ہو تی کو ئی بھی چیز اب پا نی اورکو ئی بھی ہو پا نی اب پا نی بھی سڑ
جاتاہے اس میں بھی کیڑے پڑ جا تے ہیں ،دودھ کتنالطیف غذا ہے کتنی اچھی غذا
ہے لیکن جب وہ پھٹ جا تا ہے اس میں بہت بدبو آتی ہے اور پھینکنے کے علاوہ
آپ کے پاس کچھ چا را نہیں ہو تا اب جب تک آپنہا ئیں توآپ کے اندر سے بو
نکلتی ہے، تعفن نکلتا ہے ،پسینہ نکلتا ہے اور اگر آپ نہائیں دھو ئیں نہ صفا ئی
کر یں تو خود سے نفرت ہو نے لگتی ہے دو سرے آدمی کو تو چھو نہیں خود کو
نفرت ہو نے لگے گی کہ یارمیں نے اتنا گندھا ہوں کھا نے کے بعد جب آپ با تھ رو
م جا تے ہیں جب کھدرے نکلتا ہے تو وہ بھی تعفن کے علاوہ کچھ نہیں تو انسان
کی جو حقیقت ہے وہ دو رخ بنے ایک تویہ کہ جب مادی وجود میں عالم نا سوت
میں ہے تو تعفن اور گندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے نہا یت سڑی ہو ئی غلیض
ایسی سڑی ہو ئی غالی ہو ئی چیزکہ اس کی بد بو سے آدمی کادماغ پھٹ جا ئے
اور اس کی گندگی سے آدمی بیمار ہو جا ئے اور اس کی بدبو سے آدمی پا گل
ہوجا ئے ،جب یہ مر تا ہے مر نے کے بعد کی بھی یہی صورت ہے آپ لا ش کودو
دن تین دن رکھ دیں اس کے اندر بھی سڑان اور تعفن ہے اتنا تعفن پہو جا تا ہے
کہ کئی کئی اس کی ایک کلو میٹر دور اس کی بد بو جا تی ہے تو یہ انسان کی
حقیقت ہے جس انسان کو ہم بشر کہتے ہیں کہ جس کو ہم ما دی انسان کہتے
ہیں دو سری حقیقت انسان کی وہ ہے کہ جس حقیقت نے اس بشری حقیقت
اس سڑان کو سنبھالا ہوا ہے اسے روح کہا جا تا ہے تو روح میں لطافت ہو تی
ہے روح کے اندر تقیط ہو تی ہے روح جو ہے نور ہے اور روح جو ہے اللہ کا
احسان ہے بشری تقاضوں کے تحت جب ہم زندگی گزار تے ہیں ،تو بشری یہی
صورت جب ماں کے پیٹ سے وجود میں آتی ہے تو اس کاقانون یہ ہے کہ وہ ہر
وقت اس میںگھٹتی رہتی ہے ، اور گھٹتے گھٹتے ایک دن وہ صورت نیچے گر جا تی
ہے حضور کے بارے میں کو ئی معلوما ت یا مشن سامنے آتا ہے یا ہم کسی بزرگ
سے سنتے ہیں یا اللہ تعالیٰ ہمیں یہ صلاحیت اور ساکت دیتا ہے کہ ہم اپنی
زندگی سے واقف ہو جا ئیں تو ہمیںوہاں انوار اور رو شنیوں کے علاوہ کچھ نظر
نہیں آتا ما دی وجو د میں کیونکہ سڑان ہے اس لئے آدمی جب تک مادی وجودکے
ساتھ چپکا رہتا ہے اس کے اوپر وسوسے شقوق شبہات اپنی بے یقینی اوراپنی سر
ما ئے کی محدودیت اور تصورات اس پر غالب ر ہتے ہیں ،لیکن جب بشری
تقاضوں سے ہٹ کر وہ اپنی روحانی انسان کو تلا ش کر لیتا ہے اور جب وہ رو
حانی انسان کو دیکھتا ہے تو وہاں محدودیت بھی نہیں ہے وہاں بے سکونی بھی
نہیں ہے ،وہاں بھوک اور اخلاص کا بھی کو ئی چکر نہیں ہے توانسانی جو وجو د

ہے وہ ہے ما دی وجود اورایک رو حانی وجودہے تو ما دی وجود گندگی اور تعفن
کے کچھ نہیں اوررو حا نی وجود جو ہے سوائینور انہتاف اور تاگیذگی کے علاوہ
کچھ نہیں ہے ما دی وجود قدم قدم پر ٹائم اسپیس وہ بند رہنے پر مجبو ر ہے
اور رو حانی وجود اس کے لئے نہ کو ئی اسپیس ہے ،نہ کو ئی ٹائم ہے ،نہ کو ئی
پا بندی ہے وہ معاورائی دنیا ہے کو ئی دا خل ہو نا چا ہے معاورائی دنیا میں داخل
ہو جا ئے تو اگر مادی وجود کی دنیا میں رہنا چا ہے مادی وجود میں رہے یہ تو ا
نسان کی حقیقت ہو گئی خصوصاً بات بہت لمبی ہے اب یہ کہ انسان کوپیدا
کیوں کیاگیا؟ اب پیدا ئش کے با رے میںجب ہم غور کر تے ہیں تو ہمارے لئے سورے
معدین موجود ہے تو ارو حانی علو م تو ہیں نہیں تو اس میں ہمیں یہ ایک بات
یہ نظر آتی ہے مادی وجود اس کے با وجودکے یہ سڑان ہے تعفن ہے اس کو
تحافظ دیا گیا ہے اور تحافظ اس طرح دیا گیا ہے کہ اس کے لئے وسائل پیدا کئے
جا ئیں مثلاً ہوا ،پا نی، گیسیس،زمین والدین ،سورج ،چا ندزمین کے اندر پیدا ہو
نے والے اجنا ت معدنیات لیکن جب انسان کی زندگی پر غور کیا جاتا ہے تو یہ
طلب ہو تا ہے اللہ تعالیٰ نے کروڑوںوں وسائل انسان کے لئے ایسے پیدا کر دئیے
ہیں کہ وہ کچھ کر ے یا نہ کر ے یا وسائل سے فائدہ اٹھا نا چا ہے یا نہ چا ہے تو
وسائل اس کی خدمت گزاری میں مصرو ف رہتے ہیں۔ اب انسان چا ہے نہ چا
ہے س کے پھیپھڑوں کو ہوا ملتی رہتی ہیں ،انسان چا ہے یا نہ چا ہے اس کے لئے
آکسیجن یا دو سری گیسیس وہ اس کو ملتی رہتی ہیں ، انسان چا ہے یا نہ چا
ہے سورج کی رو شنی اس کو ملتی رہتی ہیں اور سورج ہر وقت یہ خدمت
گزاری میں مصروف رہتا ہے ، انسان چا ہے یا نہ چا ہے چا ند کی چا ندنی سے
لطف انداز ہو تا رہتا ہے ، ایک انسان چا ہے یا نہ چاہے نیند اسے آتی رہتی ہے
اور وہ خواب میں انر جی بھی حا صل کر تا ہے اور جو انر جی اس تعفن کے
جسم میں چلاتی رہتی ہے اور انسان جو ہے چلتا رہتا ہے تو اب یہ سمجھ میں
آگئی بات ہمارا جو یہ مادی وجود ہے یا رو حانی وجود ہے اس کو کسی نے
سنبھالا ہوا ہے یہ ز ندہ رہنے کے لئے ہر ہر قدم پر وسائل کا محتاج ہے اور
وسائل کسی نے قبضہ کر کئے ہو ئے ہیں اب مثلاً سورج ہے اب سورج کو مشرق
سے ہی نکلنا ہے اب سورج کی مر ضی ہے وہ شمال سے نکل رہا ہے تو مطلب
یہ ہوا اس کا کہ کو ئی ہستی ایسی ہے تو جس نے سورج کو پا بند کر ددیا اس
بات پر کہ انسان نے یہ کیا اب زمین پر آپ گیہوں بوتے ہیں تو گیہوں کے اندر دا
لیں ہی نکلیں گی یہ کبھی نہیںہو گا کہ بانس نکل آئے نکلے گا کہ یا گیہوں سے
آپ کیکر کا درخت نکال لیں ،جب گیہوں بو ئے گے تو گیہوں ہی نکلے گا ، جب
مکے بو ئے گے تو مکے ہی نکلے گا ، جب باجرے بو ئے گے تو باجرے ہی نکلے گا ،
جب انگور بو ئے گے تو انگورہی نکلے گا ، اور اس طرح اس کا ایک نظام ہے اللہ
تعالیٰ کا کہ اس امرود کو بھی اللہ تعالیٰ پروارش کر تے ہیں جس طرح انسان
کی پروارش ہو تی ہے اب مثلاً پانی کی نیچر یہ ہے کہ وہ گندھے میں بہتا ہے
لیکن جب درخت کا تجزیہ کر تے ہیں تو پا نی کی نیچر تبدیل ہو جا تی ہے پا نی

بجا ئے نیچے بہنے کے اوپر چڑھتا ہے اگر درخت کی جڑوں سے پانی اوپر نہ جا ئے تو
درخت زندہ رہ سکتے ہیں اور درخت پر نہ کسی قسم کا پھل آسکتا ہے تو یہ
ہستی ہے یہ سارے وسائل پیدا کئی تو اس کی ایک منشاہ اور مر ضی ہے اور
منشا ہ اور مر ضی یہی ہے کہ انسان اس ہستی کو جا نے اور پہچانے جس
ہستی نے انسان کے لئے یہ ساری کا ئنات بنا ئی اور جس ہستی نے انسان کو پو
زیشن دیا اورجس ہستی نے انسان کے تمام وسائل پیدا کئے تو اس انسان کی پیدا
ئش کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اس اللہ کا اس رب کو جس نے پیدا کیا جس نے
قدم قدم پر حفاظت اور اوار حفاظت کر نے کے بعد بچے سے بڑا کیا اور بڑے سے
شعور ڈالا او ر شعور سے اس کے لئے وسائل پیدا کئے اور وسائل سے اس میں نئی
نئی ایجا دا ت پیدا کئیں اور دنیا میں رو نق ہے یہ سب اللہ میاں نے پیدا کیا تو
مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو پہچا نے پیدا کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے
رب کو پہچانے اب رب کو پہچا نے کا کیا طریقہ ہے تو اس کے لئے ابھی ہمیں یہ
سوچنا پڑے گا کہ جن لوگوں نے اللہ کو پہچا نا ہے انہوں نے کیا طریقہ اختیار کیا
ہے تو رب کو پہچانے والے گروہو ںمیں سب سے بڑا گروہوں یا سب سے بڑی
اہمیت انبیا ء علیہم ا لصلوٰۃ والسلام کی ہے انبیا ء نے رب کو پہچا نا اور انبیا ء نے
ہی رب کو پہچا نے کے طریقہ آگے اپنی امتوں کو بتا ئے اوروہی طریقہ نو ع
انسانی میں پھیلے اور رب کو پہچا نے کا انبیا ء کی زندگی سے ہمیں جو حاصل ہو
تا ہے طریقہ وہ یہ ہے کہ انبیا ء کی ایک طرزفکر ہو تی ہے تمام انبیاء جتنے
بھی انبیا ء موجود ہیںہو رہے انبیا ء کی کہ وہ لوگ ہر چیز کو اللہ کی طرف سے
جا نتے ہیں او ر ہر عمل کا رخ اللہ کی طرف موڑتے ہیں اور یہ بھئی صیحح اگر
اللہ پیدا نہ کر ے بچے کو تو بچے تو پیدا ہی نہیں ہو سکتے، اگر اللہ بچے کو شعور
نہ دے تو ساری د نیا پا گل ہی ہو گی کو ئی ایجا د نہیں ہو گئی کو ئی گھر نہیں
بنے گادنیا میں رو نق ہی نہیں ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ زمین پیدا نہ کر تے تو وسائل
ہی پیدا نہ ہو تے تو آدمی کھا تا پیتا کہاں سے مرجا تا ،اگر اللہ تعالیٰ آکسیجن
پیدا نہ کر تے ،تواللہ تعالیٰ ہواپیدا نہ کر تے،اللہ تعالیٰ پانی پیدا نہ کر تے تو انسان
کا وجود ہی زیر بحث نہیں آتا تو فی الواقع جو عمل ہے یعنی ہرچیز اللہ کی
طرف سے ہے اور اللہ ہی ا نسان کو مشن دے رہا ہے یہ ثابت کر رہا ہے یہ انبیا
ء کی طرز فکر کی تا بعہ ہے اورا نبیا ء نے ہی منتقل کی ہیں اورانبیا ء نے ہی یہ
بتا یا ہے کہ اللہ ہی پیدا کر تا ہے ،اللہ ہی جوان کر تا ہے اور اللہ ہی جوانی کے
بعد وسائل فراہم کر تا ہے اور اللہ ہی بو ڑھا پے میں حفا ظت کر تا ہے اور
جوانی میں بھی حفا ظت کر تا ہے اور بچپن میں بھی حفا ظت کر تا ہے تو انبیا ء
کی یہ طرز فکر لو ح قلم میں حضور قلندر بابااولیا ئ نے جو تفصیل سے لکھا ہے
کہ انبیا ء عدتاً اس بات کو اختیار کر تے تھے کہ کو ئی بھی کام ہوتا تھا وہ اللہ کی
طرف سے ہو تا تھا دو سرا یہ کہ وہ ہر کام کو اللہ کی طرف سمجھتے تھے تو
زندگی کے ہر عمل میں ان کا تعلق اللہ کے ساتھ قائم تھااس کا طریقہ یہ ہے کہ
آپ زندگی میں کچھ بھی کر یں اس کا رخ اللہ کی طرف رہے جیسے یہ حقیقت

بھی یہ ہے سب اللہ کی طرف سے ہے اب اس طریقے کو اختیارکر نا بھئی ہر
کام کو اللہ کی طرف کیسے مو ڑدیا جا ئے تو اس کا آسان طریقہ ہے وہ یہ ہے
یہ جو دنیا ہے ما دی دنیا میں انسان کا ذہن اللہ کی طرف سے ہٹتا ہے تو مثلاً
آدمی یہ کہتا ہے کہ صاحب میں رو ٹی نہیں کھا ئوں گا زندہ کیسے رہوں گا؟ مر
جا ئوں گا لیکن ہرآدمی کسی نہ کسی آدمی سے توقع رکھتا ہے کہ یہ میرا بھا ئی
ہے، یہ میری ماں ہے، یہ میری بہن ہے ،یہ میری بیوی ہے یہ میرا دو ست ہے یہ
میرا یہ کا م کر دے گا ،یہ میرا وہ کام کر ے گا یہ توقعات جو ہیں یہ انسان
انسان کے ساتھ رکھتا ہے مادی وجود میں ہے اور اس کے اوپر ایک نہ یقینی کابھی
دور آتا ہے مستقبل کے بارے میں وہ ڈرتا رہتا ہے خوف زدہ رہتا ہے اگر وہ ساٹھ
سال کا آدمی بھی ہے تو وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ میرے ساٹھ سال گزر گئے
ساٹھ سال میں میں نے رو ٹی بھی کھا ئی ،ساٹھ سال میں نے کپڑے بھی
پہنے ،ساٹھ سال ایسے گزر گئے میں کبھی بھو کانہیں رہا کبھی ننگا نہیں رہا
لیکن وہ ساٹھ سال کے بعد اکسٹھ سال کا تذکر ہ کر یں تو اس کے اوپر خوف ہو
گا مستقبل کیسا ہو گا ؟کیا ہو گا؟حا لا نکہ اس کا تجر بہ یہ ہے ساٹھ سالہ تجر
بہ کہ ساٹھ سال تک جس کو مستقبل کہتا رہا وہ وسائل ہے اورزندگی اس کی
اچھی گزرتی ہے مثلاً اس کے بچے جس کی شادی ابھی ہو ئی، مثلااس کے بچے کا
رو بار میں بھی لگ جا ئیں بچوں کے گھر بھی بس گئے سب کچھ ہو گیا لیکن اس
کے با وجود اس کے یقین میں یہ بات نہیں آتی کہ سب اور وہ مستقبل سے خوف
زدہ ہو جا تا ہے اور وہ مستقبل سے خوف ذرہ اس وجہ سے ہے کہ انسان کے
اندر بے یقینی ہے ،شک ہے وسوسہ ہے اب طریقہ یہ ہے کہ اس شک اور
وسوسے سے خود کو آزاد کر کے اس طرف اپنا ذہن لڑا یا جا ئے جس طرف
پیغمبروں کی طرز فکر ہے یعنی یقین کا پیٹرن اور اس یقین کے پیٹرن کو حاصل
کر نے کے لئے یہی طریقہ ہے کہ مادی دنیا سے نکل کر ما دی دنیا سے دور جا کر
یکسوں ہو کر ذہن کواللہ کی طرف لگا یا جا ئے اوربات پر بار بارتفکر جا ئے کہ
سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ چا ہتا ہے تو ا نسان زندہ ہے او ر اللہ
نہ چا ہے تو یہ کا ئنات ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتی تو اس یکسوئی کے ساتھ
غورو فکر کو اور تفکر کو رو حانی علوم میں مراقبہ کا نام دیا ہے مرا قبہ ایسا
طریقہ ہے کہ جس میں انسان ما دی وسائل سے ما دی وجود سے ما دی زندگی
میں جو شقوق شبہا ت ہیں ان سے آزاد ہو کر غیب کی دنیا میں یا اللہ کی
طرف رجو ع ہو جا تا ہے اور آہستہ آہستہ مرا قبہ کی کامیابی کے نتیجے میں وہ
،مقصد پو را ہو جا تا ہے جس مقصد کے ساتھ اللہ اس بندے کو پہچانتا ہے ۔
اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 88

Track 3

Time 16:39

ٹائم اینڈاسپیس

ٹائم معنی زما نیت اور اسپیس معنی مکان یا مکا نیت زمین پر یہ پو ری زندگی رواں دواں ہے اور زندگی میں کو ئی بھی فر د ہوں چا ہے وہ درخت ہوں ،چا ہے وہ پا نی ہو،چا ہے وہ پر ندے ہو ں،چا ہے وہ چٹان ہوں ،زمانیت اور مکا نیت میں فرق یہ ہے زمانیت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہم سب لوگ بیٹھے ہو ئے ہیں یہاں اس کو یی کہا جا ئے گا کہ ہمارے جو بیٹھنے کی پو زیشن ہے یعنی سمت ہے وہ مکا نیت ہے زمانیت یہ ہے کہ ہم کس زمانے میں بیٹھے ہو ئے ہیں مثلاً اب وہ آخر کا ر جو دنیا بنی تھی پہلے جو زمانے گزر چکا ہے اس زمانے کو گزار کر موجودہ زمانہ گزرا ہے یعنی ماضی کے نقوش فراہم ہے اور ما ضی کے نقوش زمین کے او پر زمانیت کو قائم کر رہا ہے تو اس کو سمجھنا بڑا آسان ہو گا کہ ایک بچہ ہے جو با رہ سال کا دس سال کا ایک دس با رہ سال کے بچے میں اتنا شعور ہو تا ہے کہ وہ کا فی حد تک خود سے بھی واقف ہو تا ہے والدین سے بھی واقف ہو تا ہے ،ما حول سے بھی واقف ہو تا ہے ،اسکول سے بھی واقف ہو تا ہے اور اپنے وطن سے بھی واقف ہوتا ہے لیکن جب یہ بچہ دس سال کی عمر سے آگے بڑھتا ہے با رہ سال کا ہو تا ہے بیس سال کا ہو تا ہے تیس سال کاہو تا ہے ساٹھ سال کا ہو تا ہے تو جو ساٹھ کا سال بچہ ہے اس کو قربت ہے دس سال کی وہ اس کے نقوش اس کے اندر منتقل ہو جا تے ہیں مثلاً اس کو یہ یاد ہو تا ہے میں نے کس اسکول میں میٹرک پاس کیا کتنا میں نے پڑھا کون کو ن اساتذہ تھے کس کی رہنمائی سے میری تر بیت اچھی ہو ئی کن کن صحبت سے مجھے برا ئی ملی ،کس سے میرا رزلٹ خرا ب ہوا تو یہ جو دس سال سے ساٹھ سال یعنیء پچاس سال کا واقفہ دیاوہ سب زمانیت کا ہے لیکن ساتھ ساتھ زمانیت کے وہ اوپر بھی زندگی گزار رہا ہے زمین پر بھی موجود ہے یعنی جس طرح دس سال کا بچہ زمین پر چلتا پھر تا تھا زمین پر سوتا تھا زمین پر اٹھتا بیٹھتا تھا اسی صورت سے وہ ساٹھ سال کی بھی وہ بھی زمین ہر چلتا ہے ہے پھر تا ہے با تیں کر تا ہے مگر جب ہم اس پچاس سالہ زندگی کو غو رکر تے ہیں فکر کر تے ہیں تو پچاس سالہ زندگی ہمیں یا دتو ہے اس کے نقوش بھی ہیں نقوش ہو نے سے مرا دیہ ہے کہ ہم دس سال سو سال کی زندگی سے واقف ہیںآپ جا نتے ہیں والدین کو جا نتے ہیں،دوست کو جا نتے ہیں رشتے داروں کو جا نتے ہیں سب سے بڑی بات خود کو جا نتے ہیں لیکن جب اسکول کا تذکر ہ آتا ہے تو ساٹھ سال کی زندگی کم نظر نہیں آتی زمین پر کو ئی بات ایسا نہیں ملتا کہ جس سے ہم دس سال کی زندگی کو ساٹھ سل کی زندگی میں تلاش کر لیں اور کہہ دیں لیکن جب ہم یاد کر تے ہیں تو آناً فناً منٹوں سیکنڈوں میں ہمارے اندر ایک

جوانی کا تصور بڑھتا ہے کسی دو ست کا کسی رشتے دار کاتصور بڑھتا ہے اور
اس طرح تصور بڑھتا ہے کہ ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں ہمارے ایک بزرگ تھے
ہم اٹھا رہ سال کی عمر میں ان کی صحبت میں جاکر بیٹھا کر تے تھے وہ اس
قسم کی باتیں کر تے تھے انہوں نے ایسا کہا تو اللہ نے ایسا کر دیا ایسا کہا تو اللہ
نے ایسا کر دیا تو ان کے دل میں اللہ کی مخلوق کادرس تھا اور اللہ کی مخلوق
کے کام آتے تھے اور ایسے انتہا ئی تقریب پسند تھے ان کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں
کوپریشان کر نا زمین پر فساد پھیلا نا تو یہ جو یاداشت ہے پچاس سال کی
یاداشت یہ آپ کوفوراً یاد آجا ئے گی لیکن کبھی آپ غور کر یں گے تو زمین پراس
کا کو ئی اثر انداز نظر نہیں آتا تو دو رخ آپ کے سام نے ہوئے ایک یہ کہ ایک رخ یہ
ہے کہ آپ خود کو ٹھوس محسوس کر تے ہیں خود کو بھا ری محسوس کر تے
ہیں خود کو کسی میں بند محسوس کر تے ہیں اور وہ جو زندگی ہے اس کا سارا
کا سارا تعلق جو ہے وہ زمین سے تعلق رکھتا ہے جو زمین کے اوپر آکر زمین کے
اوپر آپ کام کر یں گے زمین کے اوپر اپ داغ لگا ئیں گے زمین کی وجہ سے آپ گر
می سردی محسوس کر یں گے لیکن یہ جو پچاس سال آپ گزر گئے تو اس کا کو
ئی نقش ہے وہ نقش جو ہے وہ زمانیت ہے اب ہماری زندگی کے دورخ ہیں ایک
رخ یہ ہے کہ کہی سے زندگی گزارنے کا خیال محصول ہو تا ہے اب کو ئی خیال
آیا شا دی کر نی چا ہئے تو خیال آیا شا دی کر نی چا ہئے تو شادی کی ،کہیں یہ
خیال آیا مجھے پا نی پینا چا ہئے اگر پا نی پینے کا بندے کو ایک مہینے تک خیال نہ
آئے تو پا نی کا ایک قطرہ اس کے حلق میں نہیں اتر ے گا اب دیکھئے گلے خوش
ہو گیا پا نی بند ہو گیا ابھی یہاں پچھلے دنوں ایک صاحب میرے پاس آئے تو انہوں
نے کہا پتا نہیں کتنے پانچ سال بتا ئے یا آٹھ سال بتا ئے آٹھ سال سے میں رو ٹی ہی
نہیں کھاتا تو میں نے کہا یار آٹھ سال سے رو ٹی نہیں کھا ئی تم زندہ کیسے ہو
انہوں نے کہا وہ بسکیٹ آتے ہیں بچوں کے وہ پا نی میں گھول کر پی لیتا ہوںآٹھ
سال ہو گئے رو ٹی نہیں کھا ئی تو میں نے ااس سے کہا تم نفسیاتی تو نہیں ہو
کو ئی آدمی آٹھ سال رو ٹی کھا ئے بغیر بھی رہ سکتا ہے تو میں نے کہا بھئی تو
رو ٹی کھا تو اس نے کہا میں نہیں کھا سکتا میں علاج کروانے آیا ہے اور میں آپ
کے پاس کئی دفعہ آیا ہوں میں بیمار ہوں ہگلا دیکھا ئوں تو میں نے دیکھا تو ٹھیک
تھا گلا زبر دستی کھلا یا تو اس کی آنکھیں با ہر آگئیں وہ گر گیا میں بڑا پر یشان
ہوا کہ بھئی یہ کیا ہو گیا تو اس کا علاج فلاح ڈاکٹر نے کیا فلاح نے کیا آٹھ سال ہو
گئے ہیں جو کماتا ہوں وہ دوائی میں خرچ ہو جا تے ہیں ہرو نے لگا پھر میں نے
اس سے بات کی بہت پو چھا کیا ہوا یہ ہوا پتا ہی نہیں چلا بہت دیر سے پو چھ
رہا تھا اس بندے کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ جب میں کھا نا کھا ئوں گا تو کھا نا
تو کھا نے کی نا لی میں جا ئے گا تو جب کھا نا کھا نے کی نا لی سے جا ئے گا تو
میں سا نس لوں گا تو سانس اندر نہیں جائے گا میں مر جائوں گا اس کے دل میں
یہ بات بیٹھ گئی ایک نا لکی نے ادھر سے بھی بند ہو جا تا ہے ادھر سے بھی بند ہو
جا ئے گا ہایسا اس کو سمجھا یا کہ بھئی کو سانس کی نالی الگ ہے کھا نا کھا نے

کا نر خے جس سے کھا نااتر تا ہے وہ الگ ہے ہیں وہ تو اطلاع سے جو زمانیت
اس میں گڑ کھانوں وہ الگ ہے دیکھئے آپ اسے اطلاع ہے اس کی زندگی کی میں
تو مرجائوں گا تو زمانیت ہے اس میں گڑ بڑ ہو گی وہ اس سے کہاکہ اللہ کے
بندے دو نا لیاں ہو تی ہیں بہت سمجھایا تو پھر اس سے کہا کہ بھئی صبح اس کو
لیجا ئو قسائی کی دو کان کر قسائی کی دو کان پر وہاںوہ پھیپھڑے ٹانگے ہو ئے
تھے انہوں نے کہا دیکھ بھئی اس کے ساتھ ساتھ یہ نرخرے ہے اس کے ساتھ ساتھ
نا لی جا رہی ہے کھا نے کی اس کا اس سے کو ئی تعلق نہیں میں نے دعا
دوڑوبھی کی دم بھی کیا تو اگلے دن ہم نے اس کو کہا کہ صاحب روٹی کھا ئے گا
تو اس نے کہا جی اگر نگل جا ئوں تو کھا ئوں گاتو میں نے چاول سے شروع کیا تو
اس نے بر مشکل گن کے چا رچا ول کھا ئے اور وہ چا ر چا ول اتر گئے نچے تو
صاحب اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں کہ صاحب میں تو کھا نا کھا سکتا ہوںمیں
نے چا ول کھلائے روٹی کھلا ئی تین چار دن با ہر ہی رکھا تو وہ خوب پیٹ بھر کے
رو ٹی کھا نے لگا بات کچھ بھی نہیں تھی بات صرف اتنی تھی کہ صاحب اس کے
ذہن میں یہ بات آگئی تھی کہ جب میں تو وہ سمجھ گیا اس کا وہ جو یقین تھا
بہ یقینی کہہ لیں جو یقین تھاوہ ختم ہو گیا کھا نا کھا نا شروع کر دیا اس نے او
ر خواجہ صاحب کی کرا مت ہو ئی خواجہ صاحب بڑے بزرگ ہیںآٹھ سال سے رو
ٹی نہیں کھا ئی بندے کو رو ٹی کھلاکر بھیج دیا اب اس میں کرامت کاکو ئی تعلق
نہیں اب یہ اطلا ت ہیں ہمیں اگر کسی بندے کو اب یہ میں کھا نا کھا ئوں گا اس
مین ذہر ملا ہوا ہے میں مر جا ئوں گا یہ ہر گز نہیں ہوگاایسے کئی کیس
استعمال ہو تے ہیں کہ لوگوں کو ذہن میں وہم ہو جا تا ہے اس میں ذہر ملا
ہوا ہے کسی کو وہم ہو جا تا ہے کہ بیوی نے ذہر ملا دیا بیوی کویہ وہم ہو جا
تا ہے کہ شوہر نے ذہر ملا دیا میرے پاس ایک صاحبہ آئی بڑی روتی ہو ئی آئی کہ
صاحب ان کے خاوند ذراے ایسے ہیں ویسے ہیمیں گیا رات کو جناب دیکھنے وہ
بہت ہی رو رہی تھیں بہت بڑا گھر یہ اور وہ بھائی کیا مصیبت ہے وہ کہنے لگے
میری نو کروڑ کی جا ئیداد ہے اور یہ بیوی مجھے مارنا چا ہتا رہی ہے تو کھانااس
نے کھا نا ہی چھوڑ دیا بازار کا بھی نہیں کھاتے اگر میں س جا ئوں گا تو یہ مجھے
انجکشن دے دے گی نو کروڑ کے چکر میں سو تا نہیں تھا ڈاکٹر آتا تھا تو جناب اس
نے نیند کی گو لیاں دی پتا نہیں کو ن سی دوائی اس بندے نے ایک دن بیس گو لیاں
کھا لی پھر بھی اسے نیند نہیں آئی تواس کا مطلب یہ ہے یہ ہماری زندگی ہے
سوائے اس کے اور اطلات کی کو ئی حیثیت ہی نہیں اگر ہمیں جب بھوک لگتی
ہے بھوک کا مطلب ہے روٹی کھا ئوں اب پانی پینے کی صورت ہے اب ہم سوتے
ہیں تو سوتے جب ہیں ہمیں یہ اطلاع ملتی ہے ہما را جسم سو ئے گا کہ ہم
مزید کم نہیں کر سکتے ہمیں سو نا چا ہئے تو ہمسو جا تے ہیں لیکن اگر سونے
کی اطلاع ہے اس میں ہو جا تے ہیں تو آدمی کی نیند اڑ جا تی ہے آدمی سو
نہیں سکتا تو دو صورت ہیں ایک صورت یہ آدمی کہی سے ہمیں اطلاع مل رہی
ہے کہی سے آرہی ہے زندگی سے متعلق لیکن ہمیں یہ نہیں پتا وہ اطلاع کہاں

سے آرہی ہے ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ہم نے کھانا کھا لیا اور کھا نا کھا نے کے بعد جو ہمارا عمل ہے وہ ریکارڈ ہو گیا اور ریکارڈ ہو نے کا عمل جو ہے وہ پتا نہیں کہاں چلا گیا ہمیں پتا نہیں لیکن جب ہم اس ریکارڈ کو یاد کرنا چا ہتے ہیں دس سال کی عمر تک تو ہمیں یا د آجا تا ہے تو جہاں سے زندگی گزارنے کی اطلات ہمیں مل رہی ہیں یا جہاں زندگی گزارنے کے بعد ہمارے اعمال ریکادڑ ہ رہے ہیں وہ سب کا سب زمانیت ہے ٹائم اور جہاں ہم اس کو قبول کر کے زندگی گزار رہے ہیں کھا رہے ہیں پی رہے ہیں ہنس رہے ہیسبول رہے ہیں تو چا ہے وہ عمل کرنے کی زندگی ہو چا ہے وہ عمل کے بعد کی زندگی ہوواس کا نام زمانیت ہے او ر جہاں اس زندگی کاریکارڈ

Display

ہورہا ہے یہاں ہم دوڑ بھی رہے ہیں رو ٹی بھی کھا رہے ہیں بھا گ بھی رہے ہییں سب جو ہے یہ اسپیس اور مکا نیت ہے تو رو حانیت میں یہ دو چیزیں زیر بحث آتی ہیں انسان کو یہ بتا یا جا تا ہے کہ رو حانی علوم میں کہ انسان کچھ نہیں ہے انسان اطلاع کا نام ہے بہت ساری اطلاع زمانیت سے آتی ہیں انسان انہیں قبول کر تا ہے پھر ان اطلات کو مادی خدوخال اور مادی وسائل کے ساتھ استعمال کر تا ہے جہاں رہے کر وہ اطلات کو

Flow

کر تا ہے اس کا نام اسپیس ہے تو ٹائم اسپیسہ مختصریہی ہے کہ انسان جو ہے اطلاعات کا نام ہے اطلات کہیں سے آتی ہیں تو انسان عمل کر تا ہے پھر وہ عمل ریکارڈ بھی ہو جا تا ہے اگر وہ عمل ریکارڈ نہ ہو تو کو ئی آدمی اپنا نام یا د نہیں کر سکتا مثلاً ایک آدمی پیدا ہو اعبداللہ نام رکھ دیا اور وہ ساٹھ سال میں بھی عبدا للہ ہے کیوں اس لئے کہ ساٹھ سال کی زندگی برابر ریکارڈ ہو رہی ہے اس کا بچپنا خود تو ہوا جوانی میں اس کا بچپنا جو ہے وہ رو شنیوں میں منتقل نہیں ہو گیا ختم نہیں ہو گیا ریکارڈ تو جب بھی ریکارڈ کو دیکھنا چا ہتا ہے تو سامنے دماغ میں اس کا ریکارڈ ہو نے لگتا ہے تو اسی وجہ سے وہ دس دن کا بچہ ہے جب بھی عبد اللہ ہے ساٹھ سال کا ہے جب بھی عبداللہ ہے اور سو سال کا ہے جب بھی عبد اللہ ہے تو انسان کا مطلب ہی یہ ہے کہ زندگی کے تقاضے جہاں سے بنتے ہیں اور زندگی کے تقاضے بننے کے بعد جہاں ریکارڈ ہو تے ہیں زمانیت ہے اور جہاں زندگی کا عمل داخل ہو تا ہے آدمی کام کر تا ہے وہ سب اسپیس ہے زمین ہے اور مکا نیت ہے ۔ اختتام ...

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 88

Track 4

Time 06:43

شہید زندہ ہیں اور تم ان کا شعور نہیں رکھتے

شہید لوگوں کی تعریف یہ بتا ئی جا تی ہے انہوں نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کر دیا ہو اوراپنی جا ن کا نظرانہ اللہ کی میں پیش کر دیا یہ موت اور حیا ت دو چیزیں زیر بحث آتی ہیںایک موت یہ ہے جو ایک آدمی کی ایک عام آدمی کی جو مر نا نہیں چاہتا ہے جو مرنا نہیں چاہتا ملک الموت اسے گھسیٹ کے لیجاتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی حضور کو گلے لگا لیتا ہے جو جہاد سے آدمی وہی لڑتے ہی اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضورمیںاللہ تعالیٰ کے دربار میں نظرانہ پیش کر یں تاکہ اللہ تعالیٰ کا نام جو ہے وہ بہ قرار رہے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کے لئے جونظام بنایا ہے وہ نظام نافذ ہوجائے اسے بھی کہتے ہیں شہداء انہیں بھی کہتے ہیںجو اپنی مر ضی سے اپنی خوشی سے کیا کر تے ہیں اللہ کی ربوبیت کے سا تھ اپنی جان جا نظرانہ اللہ کے حضور پیش کر تے ہیں کیونکہ جان کا نظرا نہ اللہ کے حضور پیش کر دیا ہے اس لئے ان کا جسم خرا ب نہیں ہو تا اور قرآن پاک کے ارشاد کے مطا بق وہ کھا تے بھی ہیں پیتے بھی اور جس دنیا میں شعوری زندگی بسر کر تے ہیں اسی طرح مر نے کے بعد بھی وہ شعوری زندگی بسر کر تے ہیں اور جو موت سے ڈرتا ہے مو ت سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے قریب جا نا ہی نہیں چا ہتا موت ایک ایسا ہے عمل ہے اس عمل کے بعد انسان کے اندر ایسی نظر کھل جا تی ہے جو نظر عالم غیب میں بھیجتی ہے اور جو نظر روح ہو تی ہے کیوں کہ روح کو دیکھنے والی نظر اس کو مل گئی ہے اس لئے وہ اللہ کے را ستے پر زیادہ تیزی سے چل کر اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے اور یہ اایسی صورت میں ہو تا ہے جب وہ ایسی زمین میں اللہ تعالیٰ کوتلا ش کر ے اور اس دنیا میں دنیا وی معاملات میں رشتہ رہا اس نے سب بچوں کو نہیں سمجھا اور محض اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اللہ تعالیٰ کے ہو نے کا اقرار کر تا رہا اور جو موت سے ڈرتے ہیں اور اس جسم کی حفا ظت میں اللہ کو بھی بھول جا تے ہیں جب کہ ان کے سامنے ہے یہ بات زندگی بھی اللہ کی طر ف سے ہے اور زندگی کو قائم رکھنے والے وسائل بھی اللہ کی طرف سے ہیں اس کے با وجود وہ اللہ کی طرف ذہن نہیں لگا تا اللہ کا زبانی تذکر ہ کر تا ہے ہ اور اللہ تعالیٰ کے پھیلا ئے ہو ئے تمام وسائل استعمال کر تا رہتا ہے نا شکر ی کر تا ہے جب اس نے نا شکر ی کی اللہ تعالیٰ سے اس نے رشتہ ہی قائم نہیں کیا اور زبر دستی موت کے منہ میں چلا گیا ایسے لوگ شہید نہیں کہلا ئیں گے جس نے اپنی جان کا نظرانہ اللہ کے لئے پیش نہیں کیا ہاللہ تعالیٰ کے حضور جاکر نظرا نے پیش کر نے کے بعد آدمی جو ہے ایک زندہ جا گیر پر جڑھتا ہے اور مر نے سے پہلے ہی یعنی شہا دت سے پہلے ہی وہ اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ کا عرفان

بھی حاصل ہو جا تا ہے اور وہ یہپ بھی جان لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی جان
کا نظرانہ قبول کر لیا اب جس بندے کو اللہ نے قبول کر لیا ظا ہر ہے اس بندے کو
مٹی کیسے کھا جا ئے گی کیڑے کیسے جا ئیں گے کو ئی چیز کیسے نقصان پہنچا
سکتی ہے و ہ اس طرح محفوظ رہتا ہے وہی جس طرح انسان دنیا میں کھا تے
پیتے ہیں شہادت کے بعد بھی کھا تے پیتے ہیں کے ان کے داغ بھی بڑھتے ہیں نا خن
بھی بڑھتے ہیں وہ قبرسے با ہر آکر اپنا خط بھی بنواتے ہیتو شہید اتنے شہید
ہیں کہ وہ خوشی کے ساتھ اپنی جان کا نظرا نہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر تا
ہے اوار مر نے سے پہلے اس بات کا اسے شعور حاصل ہو جا تا ہے کہ اس کا
نظرانہ اللہ تعالیٰ نے جان کا نظرانہ قبول کر لیا ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نظرا
نہ قبول کر لیا ہے تو اسے کو ئی چیز چھو تی نہیں ہے اور اس کی حفاظت کر تی
ہے اختتام